نظم

چُپ کی داد

مصنفہ شمس العلما جناب مولانا مولوی الطاف حسین صاحب حالی

جو

رسالہ خاتون بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۵ء میں شائع ہوئی اور اب بطور ضمیمہ رسالہ موصوف علیحدہ شائع کیجاتی ہے

شیخ محمد عبد اللہ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی۔ اڈیٹر رسالہ خاتون

و

سکرٹری صیغہ تعلیم نسوان محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

باہتمام اقبال علی محمد خاں

مطبع فیض عام علی گڑھ میں طبع ہوئی

(جملہ حقوق محفوظ)

چُپ کی داد

پہلا بند

اے ماؤ بہنو بیٹیو! دنیا کی زینت تم سے ہے
مُلکوں کی بستی ہو تمھیں قوموں کی عزت تم سے ہے
تم گھر کی ہو شہزادیاں شہروں کی ہو آبادیاں
غمگیں دلوں کی شادیاں دُکھ سُکھ میں راحت تم سے ہے
تم ہو تو غربت ہے وطن تم بن ہے ویرانہ چمن
ہو دیس یا پردیس جینے کی حلاوت تم سے ہے
نیکی کی تم تصویر ہو عفت کی تم تدبیر ہو
ہو دین کی تم پاسباں ایماں سلامت تم سے ہے
فطرت تمہاری ہے حیا طینت میں ہے مہر و وفا
گھُٹی میں ہے صبر و رضا انساں عبارت تم سے ہے
مَردوں میں ست والے تھے جو ست بیٹھے اپنا کب کے کھو
دنیا میں اے ستونتیو! لے دے کے اب ست تم سے ہے
مُونس ہو خاوندوں کی تم غمخوار فرزندوں کی تم

تم بن ہو گھر ویران سب گھر بھر میں برکت تم سے ہے
تم آس ہو بیمار کی ڈھارس ہو تم بے کار کی
دولت ہو تم نادار کی عسرت میں عشرت تم سے ہے
آئی ہو اکثر بے طلب دنیا میں جب آئی ہو تم
پر موہنی سے اپنی یہاں گھر بھر پہ چھا جاتی ہو تم

دوسرا بند

میکے میں سارے گھر کی تھیں گو مالک و مختار تم
پر سارے کنبے کی رہیں بچپن سے خدمتگار تم
ماں باپ کے حکموں پہ پتلی کی طرح پھرتی رہیں
غمخوار باپوں کی رہیں ماؤں کی تابعدار تم
دن بھر بکا پارہ سدا سینا پرونا ٹانکنا
بیٹھیں نہ گھر پر باپ کے خالی کبھی زنہار تم
راتوں کو چھوٹے بھائی بہنوں کی خبر اٹھ اٹھ کر لی
بچہ کوئی سوتے میں رو یا اور ہوئیں بیدار تم
سسرال میں پہنچیں تو واں اک دوسرا دیکھا جہاں
جا اتریں گویا دیس سے پردیس میں اکبار تم

وھاں فکر تھی ہردم یہی ناخوش نہو تم سے کوئی
اپنے سے رنجش کے کبھی پاؤ نہ وھاں آثار تم
بدلے نہ شوہر کی نظر سسرے کا دل میلا نہو
آنکھوں میں ساس اور نند کی کھٹکو نہ مثلِ خار تم
پالا بڑوں سے گرپڑے مد خواہوں سب چھوٹے بڑے
چتون پہ میل آنے نہ دو گو دل میں ہو بیزار تم
غم کو غلط کرتی رہو سسرال میں ہنس بولکر
شربت کے گھونٹوں کی طرح پیتی رہو خونِ جگر

تیسرا بند

شادی کے بعد ایک کو تھی آرزو اولاد کی
تم پھنس گئیں جنجال میں خالق نے جب اولاد دی
دردوں کے دکھ تمنے سہے جاپے کی جھیلیں سختیاں
جب تم نہ تھیں آرام سے ہوئی تو غم کو سہا تم نے جو
میکے میں اور سسرال میں سب کے ہوئے دل باغ باغ
گھر میں اجالا تو ہوا پر تم پہ بپتا پڑگئی
کھانا، پہننا، اوڑھنا، اپنا گئیں سب بھول تم

بچّوں کے وصف بے میں تھیں اپنی نہ کچھ سُدھ بُدھ رہی
تب تک بھی سمجھو خیر تھی جبتک بھلے چنگے تھے سب
پر سانحہ آفت کا تھا گر ہو گیا ماندا کوئی
سُولی پہ دن کٹنے لگے راتوں کی نیندیں اُڑ گئیں
ایک اک برس کی ہو گئی ایک ایک پل ایک اک گھڑی
بچّوں کی سیوا میں تمھیں گزرے ہیں جیسے دن برس
قدر اُس کی جانیگا وہی دم پر ہو یوں جسکے بنی
کی ہے مُہم جو تمنے سر مَردوں کو کیا اس کی خبر
جانے پرائی پیڑ وہ جس کی پرائی ہو پھٹی
تھا پالنا اولاد کا مَردوں کے بوتے سے سوا
آخر یہ اے دُکھیاریو! خدمت تمہارے سر پڑی

پیدا اگر ہوتیں نہ تم بیڑا نہ ہوتا پار یہ
چیخ اُٹھتے دو دن میں اگر مَردوں پہ پڑتا بار یہ

چوتھا بند

لیتیں خبر اولاد کی مائیں نہ گر بچپن میں یاں
خالی کبھی کا نسل سے آدم کی ہو جاتا جہاں

یہ گوشت کا اک لوتھڑا پروان چڑھتا کس طرح
چھاتی سے لپٹائے نہ ہر دم رکھتی گر بچے کو ماں

وہ دین اور دنیا کے مصلح جنکے وعظ اور پند سے
ظلمت میں باطل کی ہوا دنیا پہ نورِ حق عیاں

وہ علم اور حکمت کے بانی جن کی تحقیقات سے
ظاہر ہوئے عالم میں اسرارِ زمین و آسماں

وہ شاہ کشور گیر اسکندر کہ جس کی دھاک سے
تھے بید کی مانند لرزاں تاجدارانِ جہاں

وہ فخرِ شاہانِ عجم کسریٰ کہ جس کے عدل کی
مشرق سے تا مغرب زبانوں پر ہے جاری داستاں

کیا پھول پھل یہ سب انہیں کمزور پودوں کے نہ تھے
سینچا تھا ماؤں نے جنہیں خونِ جگر سے اپنے یہاں

کیا صوفیانِ باصفا کیا عارفانِ باخدا
کیا انبیا کیا اولیا کیا غوث کیا قطبِ زماں

سرکار سے مالک کی جتنے پاک بندے ہیں بڑھے
وہ ماؤں کی گودوں کے زینے سے ہیں اوپر چڑھے

پانچواں بند

افسوس دُنیا میں بہت ——— تم پر ہوئے جور و جفا
حق تلفیاں تم نے سہیں ——— بے مہریاں جھیلیں سدا
اکثر تمہارے قتل پر ——— قوموں نے باندھی ہے کمر
دیں تاکہ تم کو یک قلم ——— خود لوحِ ہستی سے مٹا
گاڑی گئیں تم مدتوں ——— مٹی میں جیتی جاگتی
حامی تمھارا تھا نہ یا ——— ور کوئی جز ذاتِ خدا
زندہ سدا جلتی رہیں ——— تم مُردہ خاوندوں کے ساتھ
اور چین سے عالم رہا ——— یہ سب تماشے دیکھتا
بیاہی گئیں اُسوقت تم ——— جب بیاہ سے واقف نہ تھیں
جو عمر بھر کا عہد تھا ——— وہ کچے تاگے سے بندھا
بیاہا تمھیں ماں باپ نے ——— اے بے زبانو! اسطرح
جیسے کسی تقصیر پر ——— مجرم کو دیتے ہیں سزا
گزری امید و بیم میں ——— جب تک رہا باقی سہاگ
بیوہ ہوئیں تو عمر بھر ——— پھر چین قسمت میں نہ تھا
تم سخت سے سخت امتحاں ——— دیتی رہیں پر رائگاں

کیں تم نے جانیں تک فدا کہلائیں لیکن بیوفا

گو صبر کا اپنے نہ کچھ تم کو ملا انعام یہاں

پر جو فرشتے سے نہ ہو وہ کر گئیں تم کام یہاں

چھٹا بند

کی تم نے اس دارالمحن میں جس تحمل سے بسر

زیبا ہے گر کہیئے تمھیں فخر بنی نوع بشر

جو سنگدل سفاک پیا سے تھے تمھارے خون کے

اُن کی تو ہیں بے رحمیاں مشہور عالم میں۔ مگر

تم نے تو چین اپنے خریداروں سے بھی پایا نہ کچھ

شوہر ہوں اس میں یا پدر یا ہوں برادر یا پسر

اُلفت تمہاری کر گئی گھر دل میں جس بیدرد کے

وہ بدگماں تم سے رہا اے بے نصیبو! عمر بھر

گو نیک مرد اکثر تمھارے نام کے عاشق رہے

پر نیک ہوں یا بد رہے سب متفق اس رائے پر

جب تک جیو تم علم و دانش سے رہو محروم یہاں

آئی تھیں جیسی بے خبر ویسی ہی جاؤ بے خبر

تم اس طرح مجہول اور گمنام دنیا میں ہو
ہو تم کو دنیا کی نہ دنیا کو تمہاری ہو خبر
جو علم مردوں کے لئے سمجھا گیا آبِ حیات
ٹھیرا تمہارے حق میں وہ زہرِ ہلاہل سربسر
آتا ہے وقت انصاف کا نزدیک ہے یوم الحساب
دُنیا کو دینا ہوگا ان حق تلفیوں کا وہاں جواب

ساتواں بند

گزرے تھے جُگ تم پر کہ ہمدردی نہ تھی تم سے کہیں
تھا منحرف تم سے فلک برگشتہ تھی تم سے زمیں
دنیا کے دانا اور حکیم اس خوف سے لرزاں تھے سب
تم پر مبادا علم کی پڑ جائے پرچھائیں کہیں
ایسا نہ ہو مرد اور عورت میں رہے باقی نہ فرق
تعلیم پاکر آدمی بننا تمھیں زیبا نہیں
یہاں تک تمھاری ہجو کے گائے گئے دنیا میں راگ
تم کو بھی دنیا کی کہن کا آگیا آخر یقیں
علم و ہنر سے رفتہ رفتہ ہوگئیں مایوس تم

سمجھا لیا دل کو کہ ہم خود علم کے قابل نہ تھیں
جو ذلتیں لازم ہیں دنیا میں جہالت کے لیئے
وہ ذلتیں سب نفس پر اپنے گوارا تم نے کیں
سمجھا نہ تم کو ایک دن مردوں نے قابل بات کے
تم بیویاں کہلائیں لیکن لونڈیاں بن کر رہیں
آخر تمھاری چپ دلوں میں اہلِ دل کے چبھ گئی
سچ ہے کہ چپ کی داد آخر بے ملے رہتی نہیں
بارے زمانہ نیند کے ماتوں کو لایا ہوش میں
آیا تمھارے صبر پر دریائے رحمت جوش میں

آٹھواں بند

نوبت تمھاری حق رسی کی بعد مدت آئی ہے
انصاف نے دھندلی سی ایک اپنی جھلک دکھلائی ہے
گو ہے تمھارے حامیوں کو مشکلوں کا سامنا
پر حل ہر اک مشکل یونہیں دنیا میں ہوتی آئی ہے
اٹکے ہیں روڑے چلتی گاڑی میں سچائی کی سدا
پر فتح جب پائی سچائی ہی نے آخر پائی ہے

خطاب بہ حامیانِ تعلیمِ نسواں

اے بے زبانوں کی زباں تو بے بسوں کے بازوؤ!
تعلیمِ نسواں کی مہم جو تمکو اب پیش آئی ہے
یہ مرحلہ آیا ہے پہلے تم سے جن قوموں کو پیش
منزل پہ گاڑی اُن کی استقلال نے پہنچائی ہے
ہر رائی بھی پربت اگر دل میں نہیں عزم درست
پر ٹھان لی جب جی میں پھر پربت بھی ہو تو رائی ہے
یہ جیت کیا کم ہے کہ خود حق ہے تمہاری پشت پر
جو حق پہ موہنہ آیا ہے آخر اُسنے موہنہ کی کھائی ہے
جو حق کے جانبدار ہیں بس اُنکے بیڑے پار ہیں
بھوپال کی جانب سے یہ ہاتف کی آواز آئی ہے

ہے جو مہم درپیش دستِ غیب ہے اُس میں نہاں
تائیدِ حق کا ہے نشاں امدادِ سلطانِ جہاں دام اقبالہا

الطاف حسین حالی